برطانیہ: مسلمانوں کو شکایت ہے کہ چرچ کے زیر انتظام چلنے والے اسکول مسلمان طلبہ و طالبات کا مذہب تبدیل کر رہے ہیں۔

[برطانیہ میں مسلمان آبادی کے بارے میں کوئی قابلِ اعتماد اعدا و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق برطانیہ میں رہائش پذیر ۶۲۴، ۹۸، ۳ افراد اُن ممالک میں پیدا ہوئے تھے جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ انڈیا اور مشرقی افریقہ سے آنے والے مسلمانوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ آج ۱۹۹۳ء میں برطانیہ میں مسلمانوں کی آبادی کا اندازہ ۱۵ اور ۲۰ لاکھ کے درمیان لگایا جاتا ہے تاہم مسلم آبادی کی اکثریت کا نسلی تعلق برصغیر پاک و ہند سے ہے۔ جنگ عظیم دوم کے خاتمے پر جب برطانیہ کی تعمیرِ نو کے لیے سستی محنت کی ضرورت تھی، برصغیر کے لوگوں نے تلاشِ روز گار کے لیے اپنے "سابق آقاؤں" کے دیس کا رُخ کیا۔ یہ نسل آج برطانیہ میں بعد از ملازمت کی زندگی گزار رہی ہے اور برطانیہ میں پیدا ہونے والی دوسری نسل نے اُن کی جگہ سنبھال لی ہے۔ پہلی نسل کے لوگوں کی ذہنی کیفیت تلاش روزگار کے لیے آنے والوں کی رہی۔ اُنہوں نے برطانیہ کو کبھی "اپنا وطن" تسلیم نہ کیا اور ہمیشہ حالات بہتر ہونے پر وطن واپس جانے کی خواہش قائم رکھی۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ نسل گوناگوں ذمہ داریوں کے باعث اپنی جنم بھومی واپس جانے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ برطانیہ میں پیدا ہونے والی نسل کی کیفیت بالکل مختلف ہے، وہ برطانیہ کو ہی اپنا وطن سمجھتی ہے اور وہیں زندگی گزارنے کی خواہش رکھتی ہے۔ اِس نسل کے لوگ بغرضِ تفریح تو انڈیا یا پاکستان آجاتے ہیں مگر طرزِ زندگی کے بیّن اختلاف کے باعث وہ یہاں رہنے کے لیے آمادہ نہیں۔ اس صورت حال میں برطانوی مسلم برادری کے اہل دانش میں یہ شعور شدّت سے موجود ہے کہ برطانیہ اُن کی نوجوان نسل کا وطن ہے اور اِسے وہیں رہنا ہے اور اپنی دینی شناخت برقرار رکھنی ہے۔ اِس حوالے سے "تعلیم و تربیّت" ایسا میدان ہے جو بجا طور پر بنیادی توجہ کا مستحق ہے اور مسلم اہل دانش نے اِس جانب توجہ دی ہے۔

برطانیہ کے مختلف ادارے مسلمان آبادی کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ ایم - اے اور اِس سے بلند تر سطح کے کئی طالب علموں نے اپنی تحقیق کے لیے برطانیہ کے مسلمانوں کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اُن کے مسائل و معاملات اور معاشرت و ثقافت پر تفصیل سے لکھا ہے۔ کوونٹری کی "یونیورسٹی آف وارک" کے "مرکز برائے نسلی تحقیق" نے اِس سلسلے میں متعدد کتابچے شائع کیے

ہیں۔ علمی اداروں کے ساتھ برطانیہ کی مذہبی دنیا بھی مسلمانوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ بعض مسیحی تنظیمیں انہیں "حلقۂ مسیحیت" میں لانے کے لیے کوشاں ہیں اور بعض افراد انہیں اپنے لیے چیلنج خیال کرتے ہوئے ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں ماہنامہ "فوکس" (لیسٹر) نے "چرچ ٹائمز" کے حوالے سے مندرجہ ذیل اطلاع شائع کی ہے۔ "مدیر"]

"مسلم ایجوکیشن فورم" کی دوسری سالانہ کانفرنس [منعقدہ: وسط جنوری، اسلامک فاؤنڈیشن - لیسٹر] کے موقع پر تقسیم شدہ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ چرچ کے زیر انتظام چلنے والے اسکول مسلمان طلبہ و طالبات کا مذہب تبدیل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ "بولٹن مسلم ایجوکیشن کونسل" کی طرف سے کہا گیا ہے کہ "حالیہ قانون سازی کے ذریعے ہمارے بچے اسکولوں میں مسیحی ثقافت کا نشانہ بن گئے ہیں اور یہ صورت حال چرچ کے اسکولوں میں کہیں زیادہ خراب ہے۔ یہ مسلمان طالب علموں کا مذہب تبدیل کرنے کی کھلم کھلا کوشش ہے۔"

"مسلم ایجوکیشن فورم" کی کانفرنس میں مزید کہا گیا کہ "مسلمان بچوں کی ذہن سازی کی جا رہی ہے اور اس کے نتیجے میں اُن کے اسلامی رجحانات کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔" مسلمان رہنماؤں نے اپنے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ چرچ اسکولوں سمیت تمام اسکولوں میں اسلامی طرز پر صبح کی اسمبلی کا انتظام کرائیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ چرچ کے زیر انتظام اسکولوں کے معاملے میں وہ اپنے مقصد میں اس لیے کامیاب نہیں ہیں کہ ان اسکولوں کے وقف ناموں میں دوسرے مذاہب کی عبادات کی گنجائش نہیں ہے۔" مسلمان رہنماؤں نے کانفرنس کے ساتھی شرکاء سے مشورہ طلب کیا کہ وقف ناموں کے معاملے سے کس طرح عہدہ برآ ہوا جائے۔

مانچسٹر بشپی حلقے، جس میں بولٹن بھی شامل ہے، کی مشیر برائے مذہبی تعلیم محترمہ جین ایسترورتھ نے کہا کہ "بولٹن مسلم ایجوکیشن کونسل" نے اپنے بیان میں دو چرچ اسکولوں کو نشانہ بنایا ہے جہاں بالترتیب ۴۰ اور ۶۰ فیصد زیر تعلیم طلبہ و طالبات مسلمان ہیں، تاہم اسکولوں کے وقف نامے واضح ہیں۔ "یہ چرچ کے زیر انتظام اسکولوں میں اسلامی عبادات کی اجازت نہیں دیتے، تاہم جہاں مسلمانوں کی تقریبات تسلیم کی جا چکی ہیں اور اسلامی کہانیاں کورس کا حصہ ہیں، وہاں مسلمان طالب علموں کو اسلامی عبادات کی اجازت حاصل ہے۔"

محترمہ ایسترورتھ نے "بولٹن مسلم ایجوکیشن کونسل" کے اس دعویٰ کہ مسلمان طلبہ و طالبات کا مذہب بدلنے کی کوشش کی جاری ہے، سختی سے تردید کی۔ "بشپی حلقے کی ہدایات تبدیلی مذہب کے بالکل مخالف ہیں، ان ہدایات میں کہا گیا ہے کہ ہم اس بات کو درست خیال نہیں کرتے کہ اُن لوگوں کا مذہب تبدیل کریں جو ہمارے ابتدائی اسکولوں میں طالب علم ہیں۔"